عنوان

U1

م S2 1

~~١٩٦٥ ١~~

~~م ٢٣ 1~~

مثنوی رموز العارفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کو حمد ہے سزاوار — ہے جسکا یہہ جلوہ سب نمودار
ہر رنگ مین وہی جلوہ گر ہے — دیکھو جو صفائے نظر ہے
یہہ جلوہ جو کائنات کا ہے — مظہر یہہ اُسیکی ذات کا ہے
ہر ایک جگہہ ہے نور اُسکا — کس جا پہ نہیں ظہور اُسکا
ایسی بہی جگہہ کوئی کہین ہے — ہر جا ہے وہ جس جگہہ نہین ہے
ہے سب جگہہ اور کہین نہین ہے — یہہ لطف و نزاکت اور کہین ہے
کیا کعبہ ہے کیا کنشت کیا دیر — سب جا ہے اُسیکے جلوہ کی سیر
کعبہ مین کنشت مین عیان ہے — ظاہر ہے کہین کہین نہان ہے
یکتا ہے وہ بیمثال وبیچون — رحمن و رحیم حد سے بیرون
ہے جل علی وہ خالق خلق — ستار عیوب رازق خلق

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کیا صل علیٰ ہے نور احمد
ظاہر ہے یہہ سب ظہور احمد
یہہ جلوہ ہے نور احمدیکا
ہے فیض ظہور احمدیکا
کب ہوسکے نعت یہہ عیان ہے
اُسکا تو ظہور دو جہان ہے
وصف اُسکا کہے یہہ ہو نہ ہے کسکا
لولاک ہوا خطاب جسکا
مازاغ ہے چشم کحل جسکا
رتبہ یہہ ہوا ہے اور کسکا
واللیل ہے زلف کی سیاہی
والشمس ہے رخ کی روشنائی
نشرح سے اُسیکا سینہ ہے صاف
مشہور ہے یہہ زقاف تا قاف
ہون اُسپہ درود لاکہون ہردم
کہلاتے ہین جسکے امتی ہم
ہے نام جو امتی ہمارا
کافی ہے یہہ حشر مین سہارا
ہون اُسپہ درود روز بیحد
کیا صل علیٰ ہے نام احمد
اصحاب پر آل پر خدایا
ہو فضل و کرم کا تیرے سایا

تمہید

میدان ہے یہہ عشق بازیونکا
کیا کام ہے یہان نمازیونکا
عاشق کا ہے کام جان بازی
اور جان چراتے ہین نمازی
ہے معرکہ جان بازیون کا
کیا کام زبان درازیون کا
رمز عشق کی عشق باز جانے
جسکو نہین عشق کیسے مانے
اب تمکو سناؤن رمز عشاق
وہ رمز ہو جو کہ شہرہ آفاق
کیا صلی علیٰ ہے رمز عاشق
جانے اسے جو کہ ہووے صادق
اس رمز کی راز کا بھی احوال
کہتے ہین یہہ عاشقان ذی حال

بیان رموز العارفین منظوم بہ ترتیب حروف تہجی

۱	اسلام	اسلام سے ہے مرادلے یار	ہستی سے رہے نکچھ سروکار
〃	ایضاً	عشاق کا ہے خراب ہونا	اور عشق مین ہے خودی کو کھونا
۲	ایمان	ایمان تو قدر عقل کی ہے	سالک نے اسی سے نقل کی ہے
۳	الہام	الہام ہے غیبی چشم وابرو	کرتا ہے صنم اشارہ ہرسو
۴	اہل تجرید	ہو نفس کی خواہشون سے تجرید	اور نفس کی لذتون سے تفرید
۵	آزادی	آزادی وہ ہے ہو محو انوار	اور اُسپہ عیان ہو راز دلدار
۶	ابر	بس ابر حجاب کو کہا ہے	اور پردہ نقاب کو کہا ہے
۷	امیر	کہتے ہین امیر اُسکو اے یار	دایم ہو خدا کی یاد سے کار
۸	آشنائی	ہے حق سے تعلق آشنائی	اور ہستی کی قید سے رہائی
۹	ابرو	ابرو ہے حجاب کا اشارہ	عاشق سے کرے صنم کنارہ
۱۰	بتخانہ	بتخانہ ہے غیر کی محبت	بت ہے جو ہو ماسوا کی رغبت
۱۱	پیمانہ	پیمانہ ہے عکس روئے دلدار	ساغر ہے اسیکا نام اے یار
۱۲	پیمانہ	پیمانہ و جام اور ساغر	جس مین کہ ہو عکس روے دلبر
۱۳	پیالہ	ہے پیالہ تو چشم سے اشارہ	کرتا ہے صنم جو کچھ نظارہ
۱۴	بہار	کہتے ہین بہار اُسکو اے یار	ہو عشق الٰہی سے جسے کار
۱۵	بلبل	عارف کو کہا کسی نے بلبل	جو رکھتا ہو عشق کا سدا غل
۱۶	بادہ فروش	ہے بادہ فروش مرشد راہ	منزل سے جو عشق کی ہو آگاہ
۱۷	پاکبازی	بس یاد خدا ہے پاکبازی	اور عشق سے دلکو ہو گدازی
۱۸	بیداری	بیداری ہے ہو جو محو دیدار	ہو جسکو نصیب جلوۂ یار
۱۹	بندگی	اور بندگی ہے مقام تکلیف	دشوار ہے یار نام تکلیف
۲۰	باران	باران کو کہا نزول رحمت	ہے اسمین خدا کی عین حکمت
۲۱	بیابان	واقعہ ہے طریق کا بیابان	رحمت کا نزول ہے یہہ باران
۲۲	بت	بت سے تو مراد لی ہے دلبر	رکھہ دلمین خیال اسکا اکثر

۲۳	بت	بت کیا ہے صنم کی ہے تجلی		ہوتا ہے وہ جلوہ جیسے بجلی
۲۴	بت	اور بت کو کہا کسی نے مطلوب		تجھکو نہین غیر کی طلب خوب
۲۵	بوسہ	ہے بوسہ وغمزہ فیض باطن		مشغول رہے جو رات اور دن
۲۶	پیام	اور کیا ہے پیام امر دلدار		تو کر نگریز اُس سے زنہار
۲۷	پردہ	پردہ جو ہے یہہ حجاب بہی ہے		اور اسکو کہا نقاب بہی ہے
۲۸	پیر مغان	اور پیر مغان ہے مرد کامل		ہو فیض اگر کسی کو حاصل
۲۹	بقا	سالک کو جو ہے بقا شب قدر		حاصل تو کرے جو ہو تجہے قدر
۳۰	بقا	کہتے ہین بقا تو جان فزا ہے		جو بعد فنا بقا ہوا ہے
۳۱	بیگانگی	بیگانگی وصف کبریا ہے		مستغنی ہے درجۂ غنا ہے
۳۲	بناگوش	اسرار صنم ہوا بناگوش		پیدا ہو جو دل مین عشق کا جوش
۳۳	بو	بو نام تعلقات کا ہے		اظہار یہہ دل کی بات کا ہے
۳۴	ترکتاز	بس کہتے ہین ترک تاز اسکو		اس بہید کی یہان خبر ہے کسکو
″	ایضًا	ناگاہ ہو جذبۂ الٰہی		عاشق کی ہو ہستی کو تباہی
۳۵	تاراج	گر سلب ہو اختیار سالک		تاراج ہے در شمار سالک
۳۶	ترک چشم	اور کہتے ہین ترک چشم اسکو		منظور نظر ہو پردہ جسکو
۳۷	ترسا	ایک رنگی ہوئی ہے گبر و ترسا		وحدت کا جو دیکہے تو تماشا
۳۸	ترسا	روحانی جو مرد ہے وہ ترسا		جسنے نہین سمجہا بس وہ ترسا
۳۹	ترسابچہ	ترسابچہ علم غیب کا ہے		وارد ہو جو دل پہ عیب کیا ہے
۴۰	ترسا	ترسا ہے دقائق حقائق		جمعیت خلق عبد عاشق
۴۱	تجرید	تجرید بہی کہتے ہین اسیکو		دل مین ندے راہ تو کسیکو
۴۲	ترانہ	الفت کی روش ہوا ترانہ		راز خفی جس کسی نے جانا
۴۳	تجلیات	کہتے ہین تجلیات کس کو		انوار ہوئے نصیب جس کو
۴۴	جمال	اور کیا ہے جمال جلوۂ عشق		بس ہے یہہ کمال جلوۂ عشق

۴۵	جمال	اُسکو تو جمال بہی کہا ہے	جو غیب سے کچہہ خبر ہوا ہے
۴۶	جلال	اور کیا ہے جلال بس غنا ہے	معشوق کو حسن سے ہوا ہے
۴۷	جنگ	اور جنگ ہے امتحان مولائے	ثابت رہا جو کوئی ہے اولائے
۴۸	جفا	دل پر جو حجاب ہے جفا ہے	عاشق سے ہوا صنم خفا ہے
۴۹	جور	گر ہو نہ عروج بس یہہ ہے جور	سالک کلے ہے آہین نقص کر غور
۵۰	جرعہ	اور جرعہ تو بہید ہے خدا کا	ہے فیض یہہ باطنی سدا کا
۵۱	چشم	ہے چشم وہ ہو شاہد حق	کچہہ شبہ ہو دید مین نہ مطلق
۵۲	چشم و دیدہ	اور چشم کو کہتے ہین بصارت	اور دیدہ ہے علم سے اشارت
۵۳	جانفزا	کہتے ہین بقا تو جان فزا ہے	جو بعد فنا بقا ہوا ہے
۵۴	چوگان	چوگان ہے قدر حکم دلدار	عاشق کو ہوا جو حکم دیدار
۵۵	جام	عارف کے ہی دل کو جام بولا	یہہ عقدہ اسی طرح کسے کہولا
۵۶	جام	بس جام ہے عکس روئے دلدار	جلوہ ہو جو حسن کا نمودار
۵۷	چلیپا	عالم جو طبایع ہے چلیپا	حیوانی جو ہے وہ ہے کلیسا
۵۸	حسن	کیا حسن ہے جلوۂ کمالات	بس حسن یہی ہے خدا کی آیات
۵۹	حلاوت	کہتے ہین حلاوت اُسکو اے یار	ظاہر ہون ظہور کے جو انوار
۶۰	حج	اور حج تو سلوک ہے الی اللہ	حاصل ہو جو تجہکو تب ہو آگاہ
۶۱	حضوری	اور کیا ہے حضوری ہے وہ وحدت	رغبت نہو جس کو سوئے کثرت
۶۲	خمخانہ	خمخانہ تو دل ہی کو کہا ہے	مصدر یہہ تجلی خدا ہے
۶۳	خمار	مرشد سے مراد لی ہے خمار	اور بادہ فروش بہی ہے اے یار
۶۴	خرابات	کہتے ہین اُسی کو بس خرابات	دل مین نہو ما سوا کے کچہہ بات
۶۵	خال	ہے خال جو لطف ربیان ہو	رکہتا ہو جو دل مین عشق حق کو
۶۶	خال	وحدت کا جو لفظ سے وہ ہے خال	کہتے ہین یہہ صوفیان ذی حال
۶۷	خال	اور بعض نے قلب کو کہا خال	کچہہ کہل گیا جس کو دل کا احوال

۶۸	خشم	ہے خشم صفات قہر کا نام	کیا جانے اسے جو طبع ہے خام
۶۹	خم زلف	ہے جو خم زلف ہے وہ اسرار	اور زلف کا پیچ مشکل کار
۷۰	خم زلف	اور ہے خم زلف سر مخفی	کب آتا ہے عقل مین کسی کی
۷۱	خط	خط کیا ہے حقیقت محمدؐ	قوسین کی بیچ کی جو ہے حد
۷۲	خط سبز	برزخ کو تو خط سبز بولا	یہہ عقدہ اسی طرح سے کہولا
۷۳	خال سیاہ	بس خال سیاہ نیستی ہے	اور خط سیاہ غیب کی شے
۷۴	خواب	ہستی کو مجاز کی کہا خواب	بیدار ہو دل سے ٹک بہلا خواب
۷۵	خواب	یا خواب ہے یا وہ بےخودی ہے	اس جلوہ کی طرز ہی جُدی ہے
۷۶	داؤ	اور داؤ فریب کو کہا ہے	یہہ حکمت ذات کبریا ہے
۷۷	دم	دم ہے جو ہو ذوق دل مین پیدا	جس دل مین کہ عشق ہو خدا کا
۷۸	دیر	کیا دیر ہے اور کیا ہے خرابات	دل مین نہو ما سوا کے کچھہ بات
۷۹	دف	دف کیا ہے جو ہو طلب صنم کی	اور کچھہ بہی خبر نہو الم کی
۸۰	دہان	کہتے ہین جسے دہان کیا ہے	اسرار یہہ اسمین کچھہ بہرا ہے
۸۱	دہان کوچک	کہتے ہین اُسے دہان کوچک	اوصاف کلام مین نہو شک
۸۲	دلق	اور دلق ہے جامۂ تعین	یہہ کان لگا تو میری سُن
۸۳	ذوق	مستی جو ہے عشق سے وہ ہے ذوق	ہو عشق الٰہی کا اگر شوق
۸۴	رخ	رخ کیا ہے تجلیات ظاہر	اس بہید سے گر کوئی ہو ماہر
۸۵	روز	اور روز ہے روشنی انوار	دلدار کا جسکو ہووے دیدار
۸۶	رو	ہے رو تو مراتب تجلی	عاشق کی جو ہوتی ہے تسلی
۸۷	راز	عرفان ہے راز کی حقیقت	دل مین نہو ما سوا کے الفت
۸۸	رند	صہبائے فنا جو پی رہا ہے	اور پیتا جو نیستی کی ہے مے
۸۹	رقیب	کہتے ہین رقیب نفس کو یار	رکھہ خواہش نفس سے نکچھہ کار
۹۰	رند	ہے رند وہ لذتون سے بیزار	دنیا سے نہ رکھتا ہو سروکار

۹۱	زلف	ہے زلف تو غیب کی ہویت	ہو غیب کی جس کسی کو رویت
۹۲	زلف	امکان کی سلسلہ کو اے یار	کہتے ہین کہ زلف ہے شب تار
۹۳	زلف	ہے زلف تجلیٔ جلالی	عشوہ ہے تجلیٔ جمالی
۹۴	زلف	اور زلف ہے جذبۂ الٰہی	ہو عشق ہے ہستی کو تباہی
۹۵	زنار	ایک رنگی سے ہے اشارہ زنار	عالم ہے شہود یار دلدار
۹۶	زکوٰۃ	اور کیا ہے زکوٰۃ ترک ایثار	عشاق ہین وصل کے طلبگار
۹۷	زاہد خشک	اور زاہد خشک ہے ریاکار	رکھتا نہین عشق سے سروکار
۹۸	سعادت	اور کہتے اُسی کو ہین سعادت	جس پر کہ ازل سے ہو عنایت
۹۹	سرد نفس	اور سرد نفس تو ہے فراغت	حاصل جو ہو دل کو تیرے فرحت
۱۰۰	سخن	مطلب ہے سخن سے عالم غیب	کچھ اسمین سخن نہین ہے لاریب
۱۰۱	سخن شیرین	مشہور ہوا سخن جو شیرین	کہتے ہین اُسی کو اہل تمکین
۱۰۲	سراے قامت	کہتے ہین اُسے سراے قامت	بس پوجنا جس کی ہے عبارت
۱۰۳	سوختۂ جلال	ہے سوختۂ جلال عاشق	ہے شیفتۂ جمال عاشق
۱۰۴	ساغر	ساغر ہے جو عکس ہو صنم کا	اورنام رہے نہ کچھ بھی غم کا
۱۰۵	ساقی	ساقی کہا فیض کو جو بخشے	ہے عشق الٰہی ہی عجب شے
۱۰۶	سماع	اور کیا ہے سماع بس یہی ہے	مجلس جو خلوص کی ہوئی ہے
۱۰۷	سلطان	سلطان عمل ہوا جو قائم	اعمال پہ ہو قیام دائم
۱۰۸	سیم	تصفیہ جو دل کا ہے وہ ہے سیم	گر صاف ہو دل تو کچھ نہین بیم
۱۰۹	ساقی	ساقی ہے خدا کی ذات مطلق	کچھ شبہ نہین یہہ بات ہے حق
۱۱۰	سالک	سالک جو چلا طرف خدا کی	خواہش نہو حرص اور ہوا کی
۱۱۱	سیمرغ	سیمرغ کہا ہے عقل کُل کو	سمجھے وہی جسکو کچھ سمجھ ہو
۱۱۲	سلامتی	کونین سے جو ہوا ہے تجرید	ہے رویت حق کی سُن اُسے دید
۱۱۳	سلامتی	کہتے ہین سلامتی اُسی کو	جز حق کے جسے نہ کچھ خبر ہو

۱۱۴	شراب پختہ	کہتے ہین اُسے شراب پختہ	جسکے نہون کچھہ نصیب خفتہ
〃	ایضاً	رہتا ہو سرور جس کو دائم	ہو عشق کا شکر جسکو قائم
۱۱۵	شراب خام	کہتے ہین شراب خام اس کو	ہوتی ہے نصیب گاہ جس کو
۱۱۶	شراب	کہتے ہین شراب عشق حق ہے	پی جسنے خدا کی عشق کی مے
۱۱۷	شراب	کہتے ہین شراب ذوق کو بہی	ایسا ہی کہا ہے شوق کو بہی
۱۱۸	شراب خانہ	اور جس کو کہا شراب خانہ	ہمنے ملکوت کو ہے جانا
۱۱۹	شقاوت	اور کہتے اُسی کو ہین شقاوت	ہو جس کو ازل ہی سے ضلالت
۱۲۰	شیفتہ	ہے شیفتۂ جمال عاشق	ہے سوختۂ جلال عاشق
۱۲۱	شب	جبروت کو کہتے ہین کہ شب ہے	اعیان کا فرق اسمین کب ہے
۱۲۲	شب یلدا	یلدا ہے جو شب ہے کثرت نور	بس نور ہے وہ تو جلوۂ طور
۱۲۳	شاہد	شاہد ہی تجلی کا ہوا نام	اور شمع نے نور کا کیا کام
۱۲۴	شیرینئ لب	شیرینئ لب سے ہے یہہ مطلب	بے واسطہ جو کہ ملتے ہین لب
〃	ایضاً	جنبش ہو اگر لب صنم کو	کرتی ہے وہ دور درد غم کو
۱۲۵	شہود	عالم ہے شہود یار دلدار	جسکا ہے مشاہدہ تجہے یار
۱۲۶	شیدا	شیدا وہ جسے ہو عشق پیدا	عشاق ہوئے صنم کے شیدا
۱۲۷	شیوہ	اور شیوہ نے شیوہ یہہ لیا ہے	بس جذبۂ شوق کچھہ ہوا ہے
۱۲۸	شاہد	شاہد ہی تو جلوۂ خدا ہے	عاشق کو جو جذب کچھہ ہوا ہے
۱۲۹	شمع	ہے شمع جو دل مین ہو تجلی	عاشق کی اُسی سے ہے تسلی
۱۳۰	شیخ	کہتے ہین اُسی کو شیخ کامل	جس کو ہو کمال فقر حاصل
۱۳۱	شمع	اور شمع ہوئی ہے نور عرفان	روشن جو ہوا ظہور عرفان
۱۳۲	شطح	شطح تو ہوا وہ ہے ہویدا	جو غلبہ حال سے ہو پیدا
۱۳۳	صنم	کہتے ہین صنم بہی دلربا کو	دل لیکے جو بے وفا ہوا ہو
۱۳۴	صفت ربانی	ربانی صفت ہے مہربانی	کرتا ہے وہ جس کی قدردانی

۱۳۵	صلح	اور صلح ہوا ہے نام کس کا	مقبول عمل ہوا ہے جس کا	
۱۳۶	صراحی	کہتے ہین مقام ہے صراحی	جس مین کہ گذر ہوئی ہوی کی	
۱۳۷	صبا	کیا مژدہ رسان ہے جو صبا ہے	معشوق کے کوچہ کی ہوا ہے	
۱۳۸	صبا	جبریل کو ہے صبا کہا ہے	پیغام رسان جو از خدا ہے	
۱۳۹	صیاد	غفلت کو کہا ہے یار صیاد	ہوتے ہین اسی سے کار برباد	
۱۴۰	صوفی	صوفی تو ہے نام باصفا کا	پیرو جو ہوا ہے مصطفے کا	
۱۴۱	طلب	مطلب ہے طلب سے یا حق کی	طالب نے جو راہ عشق کی لی	الطا
۱۴۲	طلب	اور جسنے حق ہی تو طلب ہے	پیتا ہے جو حق کے عشق کی مے	
۱۴۳	طالب	طالب ہے جو طالب خدا ہو	مقصود سمجھتا ہو خدا کو	
۱۴۴	ظالم	ظالم بھی ہوا ہے عشق کا نام	رہتا ہے جسے کہ عشق سے کام	الظا، العین
۱۴۵	عقدہ کشائی	ہے عقدہ کشائی دل کشائی	فتاح نے یہ صفت دکھائی	
۱۴۶	عیش وطرب	ہے عیش وطرب حضوری دائم	رہتی ہے حضوری جس کو قائم	
۱۴۷	عیش	عیش اسکو ہمیشہ دائمی ہے	جس کا کہ وصال قائمی ہے	
۱۴۸	عاشق	عاشق ہے جو عشق ہو خدا سے	راضی جو ہو جور اور جفا سے	
۱۴۹	عاشق	عاشق کو کہا کہ اسم حق ہے	ہے عشق الٰہی عجب شے	
۱۵۰	عشق	کیا چیز ہے عشق ذات حق ہے	معشوق ہے کیا صفات حق ہے	
۱۵۱	عشق	کہتے ہین شراب عشق کو بھی	عاشق کو اگر نصیب ہو بھی	
۱۵۲	عشوہ	عشوہ ہے تجلئے جمالی	ہے زلف تجلئے جلالی	
۱۵۳	عشرت	عشرت ہے جو وصل سے ہو لذت	ہو وصل صنم سے جسکو عشرت	
۱۵۴	عارف	کہتے ہین اسی کو عارف اے یار	جو رکھتا مشاہدہ ہے ہو کار	
۱۵۵	عالم	عالم تو ہے مظہر صفاتی	ظاہر جو ہوئی کمال ذاتی	
۱۵۶	عید	ہے عید مراد وصل محبوب	ہو جسکو نصیب ہے بہت خوب	
۱۵۷	غمزہ	اور جذب کو غمزہ بولتے ہین	اس طور یہ عقدہ کھولتے ہین	الغین

	۱۵۸	غمکدہ	اور غمکدہ نام ہجر کا ہے	ورنہ کہو اور ہے وہ کیا شے
	۱۵۹	غمزہ	غمزہ کو کہا ہے فیض باطن	عاشق کو رہے جو رات اور دن
	۱۶۰	غارت	غارت بھی تو جذبۂ خدا ہے	عاشق کو جو عشق سے ہوا ہے
	۱۶۱	غمزہ	غمزہ بھی تو خوف اور رجا ہے	عاشق کو صنم سے جو ہوا ہے
	۱۶۲	غبغب	غبغب ہے وہ ہے ہو مہر با قہر	ہو پردہ مین قہر کے بھی کچھ مہر
الفا	۱۶۳	فقیر	ہے اُس کا فقیر نام یارو	ہو دنیا سے کچھ نہ کام یارو
	۱۶۴	فراق	اور کیا ہے فراق بعدِ وحدت	مشغول ہوا جو سوئے کثرت
	۱۶۵	فقر	اور کہتے ہین فقر بس اسی کو	حاجت نہو کچھ بھی گر کسی کو
	۱۶۶	فیض	اور جذبۂ باطنی ہوا فیض	کرتا ہے عطا جسے خدا فیض
القاف	۱۶۷	قلاش قلندر	قلاش و قلندر اہل تجرید	ہین نفس کی لذتون سے تفرید
	۱۶۸	قامت	قامت ہے مراد از جمعیت	یا دُور ہو اگر کسی کی قیمت
	۱۶۹	قبلہ	قبلہ جو بنا ہے دل کا مقصود	پھر راضی ہو کس طرح سے معبود
الکاف	۱۷۰	کعبہ	کعبہ تو مقام وصل کا ہے	جس پر ہوا فضل کبریا ہے
	۱۷۱	کباب	اور کیا ہے کباب حفظ دردل	اخفا سے وہ تجھکو ہوگا حاصل
	۱۷۲	گوہر معانی	کہتے ہین جو گوہر معانی	بس اس کو کہا صفات باری
	۱۷۳	گیسو	گیسو تو ہوا طلب کا رستہ	اس راہ کو کیون رہا ترستا
	۱۷۴	گلگون	گلگون جو ہے چہرہ بس وہ کیا ہے	وہ جلوہ کہ خواب مین ہوا ہے
	۱۷۵	کوہ قاف	یہ نام جو کوہ قاف کا ہے	انسان کی اصل کا پتہ ہے
	۱۷۶	گریہ	گریہ ہوا التجائے عاشق	اور نالہ ہوا دعائے عاشق
	۱۷۷	کلیسا کنشت	کہتے ہین کنشت اور کلیسا	دیکھے جو شہود کا تماشا
	۱۷۸	گل	گل سے ہے مراد لذتِ عشق	ہو عشق کا جسکے دل مین کچھ صدق
	۱۷۹	کنار	اور کیا ہے کنار فکر دلدار	کہتے ہین مراقبہ جسے یار
	۱۸۰	گبر	یکرنگی ہوئی ہے گبر و ترسا	وحدت کا جو دیکھے تو تماشا

۱۸۱	کافر	کافر ہی ہوا ہے عشق کا نام	ہے ننگ سے عاشقوں کو کیا کام
۱۸۲	کفر وناقوس	اور کفر تو عام تفرقہ ہے	ناقوس مقام تفرقہ ہے
۱۸۳	گرمی	گرمی ہے حرارت محبت	کرتی ہے جو دل میں جوشِ اُلفت
۱۸۴	کلبۂ حزن	ہے کلبۂ حزن نام اُس کا	ہو ہجر صنم سے کام جس کا
۱۸۵	لب	لب کہا ہے وہ ہے کلام دلدار	اب سُن لے تو اُسکو دل سے اے یار
″	لب	رحمانی ہی نفس لب کو بولا	یہ عقدہ اسی طرح سے کھولا
″	لب	لب سے ہے مراد فیض باطن	رہتا ہے وہ جاری رات اور دن
۱۸۶	لب لعل	اور ہے لب لعل سے یہ مطلب	با معنی صنم جو کھولے ہے لب
۱۸۷	لب شکرین	اور ہے لبِ شکرین کا یہ نام	نازل ہو خدا سے جو کہ احکام
″	ایضاً	نازل ہو جو حکم انبیا پر	الہام ہو قلب اولیا پر
۱۸۸	محبوب	محبوب بھی ہے مراد حق سے	دل شاد ہو تا کہ یاد حق سے
۱۸۹	معشوق	معشوق تو حق کو بھی لکھا ہے	حق ہے یہی جس نے یہ کہا ہے
″	معشوق	معشوق و صنم تو ایک شے ہے	اور عشق کی اصطلاح مے ہے
″	معشوق	معشوق صفات کو کہا ہے	اور عشق تو ذات کو کہا ہے
۱۹۰	مے	مے عشق کی بہشتی کا ہے نام	عاشق کو ہے مے سے ورنہ کیا کام
″	مے	ہے مے سے بھلا مراد کس کی	ہے عشق بھی اصطلاح اسکی
۱۹۱	میخانہ	میخانہ ہے صوفی کا دلِ صاف	اس بات کو تو نہ کچھ سمجھ لاف
″	میخانہ	میخانہ بھی ہے اُسی کو بولا	لاہوت مقام ہے جو اعلے
۱۹۲	میکدہ	اور میکدہ صوفی کا ہے سینہ	اُس میں نہیں نام کو بھی کینہ
″	میکدہ	ہے میکدہ بھی تو ایک مناجات	اور حمد خدا کی ہے بڑی بات
۱۹۳	مرشد خرابات	بس ہے وہ ہی مرشد خرابات	سُن کان لگا کے تو مری بات
″		اوصاف البشر خراب کردے	ہستی سے جو پا تراب کردے
۱۹۴	مست خراب	اور مست خراب وہ ہوا ہے	بیہوش جو عشق میں ہوا ہے

۱۹۵	مطرب	مطرب کا سنو یہ حال ہم سے	آگاہ کرے جو دل کے غم سے	
"	مطرب	پہونچاے جو فیض سے وہ مطرب	ساقی بہی کہو تو ہے مناسب	
۱۹۶	مرشد	مرشد سے مراد لی ہے خمار	وہ بادہ فروش بہی ہے یار	
۱۹۷	مغبچہ	ہے مغبچہ پیر مرد کامل	کامل سے مراد ہوگی حاصل	
۱۹۸	مست	ہے مست جسے ہو جذبۂ عشق	ہے عشق کے دعوی مین جسے صدق	
۱۹۹	مست وخرابات	اور مست خراب وہ ہوا ہے	پیتا ہے جو روز عشق کی مے	
۲۰۰	مست وشیدا	کہتے ہین اُسی کو مست وشیدا	جس کو ہوا شوق وجذب پیدا	
۲۰۱	میدان	میدان شہود کی ہوئی جا	عالم جو ظہور کا ہے پیدا	
۲۰۲	ملاحت	بس وصف ہے ذاتکا ملاحت	اوصاف ہین اُس کہ بے نہایت	
۲۰۳	مکر	ہے مکر غرور دل ریا کا	دل لیکے ہوا جو اُس کو پیدا	
۲۰۴	مژہ	اور نام مژہ حجاب کا ہے	معشوق کو حسن سے ہوا ہے	
۲۰۵	ملامتی	ظاہر تو ہو قابل ملامت	پوشیدہ جو کرتا ہو عبادت	
۲۰۶	مجذوب	مجذوب ہے آشنا فنا کا	ابتک نہین آشنا بقا کا	
۲۰۷	نسیم	ہے نام نسیم اُس ہوا کا	سالک یہ جو فضل ہو خدا کا	النون
۲۰۸	نالہ	اور نالہ ہوا دعائے عاشق	گریہ ہوا التجائے عاشق	
۲۰۹	نے	نے کیا ہے وجود احمدی ہے	باعث جو ظہور سرمدی ہے	
"	نے	اور نے تو قلم کو بہی لکہا ہے	مشہور جو منشی قضا ہے	
۲۱۰	ناز	عاشق کو ہے ناز کا سہارا	معشوق جو کرتا ہے اشارا	
۲۱۱	نیستی	اور کہتے ہین نیستی فنا ہے	جو مست کہ عشق مین ہوا ہے	
۲۱۲	نقل	ہے نقل بہی انکشاف معنی	سالک کو ہوا جو کشف یعنی	
۲۱۳	وحدت	وحدت کو وصال بولتے ہین	اس طور یہ عقدہ کہولتے ہین	الواو
۲۱۴	وجود	کہتے ہین وجود ذات مطلق	حق کہتا ہون مین یہ بات ہے حق	
۲۱۵	وفا	جو فضل خدا ہے وہ وفا ہے	جس پر ہو الطاف کبریا ہے	

۲۱۶	وقت قدح	ہے وقت قدح ہی جام احوال	سالک کا اسی طرح سے ہے حال
۲۱۷	واصل	خود رفتہ جو ہو وہی ہے واصل	واصل جو ہوا ہوا وہ کامل
۲۱۸	وصال	کہتے ہین وصال اسکو اے یار	اغیار نہ بزم مین ہون نہار
۲۱۹	ہجر	اور ہجر ہے التفات باغیر	الفت مین نہین ہے غیر کی خیر
۲۲۰	ہستی	ہستی کو تو کہتے ہین بقا ہے	اور کہتے ہین نیستی فنا ہے
۲۲۱	یاری	ہے یاری صفت خدا کی نصرت	جس پر ہوئی فضل سے عنایت
۲۲۲	یادگاری	کہتے ہین اُسی کو یادگاری	ہو یاد خدا مین سانس جاری
۲۲۳	یادداشت	ہر وقت ہو یاد حق جو در دل	آسان ہو اُسکی بار منزل

نظم ختتام رموز العارفین انتخاب خورشید یقین

۲۲۴ ہن صل علیٰ کے جتنے اعداد	گر رمز شمار تا ہو دل شاد
ہین دو صد و سی یہ رمز عاشق	ہے صل علیٰ کا قول صادق
گو اور بہی ہیں بہت رموزات	تا قلّ و دلّ کی سمجھ بات
منظور ہے اختصار اس جا	اب سمع خراشی سے نہ گھبرا
بس ہو چکی ختم اب رموزات	ہون رفع الٰہی میری حاجات
ہو خاتمہ خیر سے خدایا	در پر ترے التجا مین لایا
اب صل علیٰ کی یہ صدا ہے	مین بندہ ہون تیرا تو خدا ہے
ہون بندہ ترا اگر گنہ گار	کر عفو خطائین ہے تو غفار
غفاری کی شان کو دکہا دے	عصیا نو نکو میرے سب بہلادے
کر عفو خطا مری الٰہی	دیتا ہون مین اب تری دہائی

المنت للہ کہ رموز العارفین انتخاب خورشید یقین من تصنیف صل علیٰ احمد سجادہ نشین حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہ العزیز و معافیدار دیہات مصارف قصبہ انبیٹہ ضلع سہارنپور باختتام رسید المرقوم بست یکم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلیًا امابعد صوفیان باصفا کو نوید اور طالبان علوم اولیاء کو خوش خبری ہو کہ مثنوی اسم بامسمّٰی رموز العارفین مصنفہ یادگار سلف صالحین حضرت سید شاہ علی احمد مرحوم سجادہ نشین من اولاد قطب ربانی وسیلتنا فی الدارین حضرت سید شاہ ابوالمعالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنی حسب ارشاد فیض بنیاد برگزیدۂ حضرت احد جناب سید شاہ صادق احمد لازال مؤیدًا من اللہ الصمد خلف حضرت مصنف وسجادہ نشین حال چھپ کر شائع ہوئی ہے اس مثنوی مین حضرت مصنف ممدوح نے نہایت تلاش اور کمال سعی سے جملہ کلمات اصطلاحیہ علم تصوف کو بقاعدہ حروف تہجی اول سے آخر تک سلیس اردو اور پاکیزہ نظم مین شرح کر کے کتب تصوف کے شائقین اور علم طریقت کے طالبین پر بڑا ہی احسان کیا ہے نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مقامہ ان اصطلاحات کو معلوم کر کے دیوان حافظ ومثنوی گلشن راز ورباعیات فخرالدین عراقی وغیرہ کتب تصوف کا مطالعہ فائدہ دے سکتا ہے اور جب تک یہ اصطلاحات معلوم نہ ہون ان کتابون کا نفس مطلب ہی معلوم ہونا دشوار ہے اس مثنوی کے علاوہ دیگر تصانیف بھی حضرت مصنف موصوف کی نہایت ہی بامذاق اور مفید ہین۔ منجملہ انکے مثنوی خورشید یقین ۱۳۵ صفحہ پر چھپی ہے اس مین خاص خاص مسائل مشکل تصوف کو بڑے بسط اور تشریح سے حل کر کے دکھلایا ہے اور جابجا عاشقانہ غزلین لکھکر طالبان وعاشقان کو لبھایا ہے۔ یہ مثنوی رموز العارفین فی الواقع مثنوی خورشید یقین کا انتخاب ہے اور منجملہ ان کے مولود شریف صلی علی ہے جس نظم ونثر دونون بغایت دلچسپ اور موثر ہین۔ اور منجملہ اُن کے رسالہ شرح المذاہب منظوم ہے اس مین بہت مذہبون کو خوب تفصیل سے بتلایا ہے۔ اور

کے ایک قصیدہ السیف المعقول علی رقاب المتجاوزین عن شان الرسول ـ
مین گستاخ بے ادبون کی اچھی طرح خبر لی ہے ـ اور منجملہ ان کے ایک کتاب قصہ
ـہ کی تاریخ ہے جس کا تاریخی نام (تاریخ عجیبہ ۱۲۸۲ھ) رکھا ہے یہ کتاب تاریخ ابتک نہین
ـ حضرت مصنف کا عالی خاندان نزدیک و دور جمیع دیار و امصار مین مشہو
ن خاندان کی شہرت اور عزت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ حضرت قطب الو
ث زمان میران سید بھیکہ رحمۃ اللہ علیہ اسی گھرانے کے خوشہ چین اور فیض بردار تھے
ر جیسے مشایخ طریقت کے نزدیک بوجہ پیشوا دین ہونے کے یہ خاندان عزت والا ہے
ی طرح دنیوی اعتبار سے شاہان مغلیہ کے یہان پہلے اور حکام انگریزی کے نزدیک اب
ں گھر کی عزت ہے ـ سب سے اول شاہ جہان بادشاہ نے حضرت شاہ ابو المعانی
ـۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کو جو مکہ معظمہ سے ہندوستان مین تشریف لائے تھے کسی قد
ین عطا کی اور جب حضرت ممدوح کی ولایت و کرامت شہرہ آفاق ہوئی تو اورنگ ز
ـھ مین پچاس گانو بطور نذرانہ پیش کئے مگر حضرت شاہ ابو المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے
ول درجہ کے متوکل تھے منظور نہین فرمائے جب حضرت کی وفات ہوگئی تب محمد شاہ
شاہ نے آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے نذرانہ مین بائیس
نو پیش کئے اور ایک ہزار روپیہ یومیہ مقرر کیا وہی گانو ابتک باقی ہین اور حضرت شاہ
باقر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ [illegible] امام الدین کو ۱۱۵۳ھ مین منصب پنج ہزاری اور
ـاب نوابی کا عطا ہوا شاہ امام الدین کے بعد شاہ محمد کبیر چشتی ان کے ہمشیرہ زاد
ادہ نشین ہوئے شاہ عالم بادشاہ دہلی نے شاہ محمد کبیر کے نام مراسلہ بھیجا شاہ محمد
ی کے بعد شاہ غلام باقر سجادہ نشین ہوئے جنکو مختار الممالک اختر ظفر جنگ نے
شاہ غلام باقر کے بعد شاہ صابر بخش سجادہ نشین ہوئے جو ضلع سہارنپور
ـہ مین شمار ہوتے تھے اسی طرح ان کے بعد حضرت شاہ
سجادہ نشین ہوئے حضرت موصوف کے بعد اب انکے ف
ـادق احمد صاحب دام برکاتہ
رئیس غطا

ر فرزند اصغر جناب حاجی شاہ ضیاء الحق صاحب اضلاع شمالی و مغربی مین عہدۂ
پر ممتاز ہین اور حضرت موصوف کے برادر زادہ و داماد جناب حاجی شاہ سعید احمد
ولی عہد نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے اتالیق ہین سلمہم اللہ تعالی وابقاہم وضاع
واعطاہم تقواہم - وانا العبد الضعیف الراجی رحمۃ اللہ القوی العا
مشتاق احمد انبہٹوی چشتی انصاری

تمت

الحمد للہ علی احسانہ کہ مثنوی معنوی در بیان مصطلحات صوفیہ مسمے بہ رموز العارفین
حسب فرمائش مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی بمطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گ

اعلان

ہر قسم کی کتابین کتبخانۂ تجارت مطبع مجتبائی دہلی سی ملسکتی ہین

سنہ ۱۳۱۲ھ

وتلک الامثال نضربہا للناس

حیاتِ سر سید احمد

یعنی

مختصر سوانح عمری جواد الدولہ عارف جنگ آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں

بہادر مرحوم کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

بانی مدرسۃ العلوم علیگڈھ

جسکو ایک مصری عیسائی عالم نے تحریر کیا اور منشی قاضی محمد فاروق صاحب انصاری

محافظ دفتر فوجداری نے اردو میں ترجمہ کیا

مترجم کی فرمایش اور خاکسار سعید احمد کے اہتمام سے

مطبع احمدی علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۳ء

طبع اول

آغاز اسلام

حدیث و سیر کی بڑی مستند کتابون سے انتخاب کرکے یہہ ایک رسالہ مسلمان طالب علمون کے لیئے خصوصاً اور اردو خوان احباب کے لئے عموماً جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب انصاری ناظم محکمہ دینیات مدرستہ العلوم علیگڈہ نے ترتیب دیا ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش آغاز رسالت - آغاز دعوت،، مدینہ کی ہجرت ،، جنگ بدر،، وغیرہ کا بیان ہے اور یہ ایسی مقدس حالات ہین جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کو ضرور ہے - رسالہ کے آخر مین آنحضرت کے خصائل حمیدہ اور آپکے فصیح و بلیغ کلمات نصیحت آمیز جس پر ہر مسلمان کو پابند ہونا لازمی ہے لکھے گئے ہین قیمت چار آنہ -

ارکان اسلام

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو مسلمان بچون کو ارکان اسلام سمجھانے کے لئے ترتیب دیا ہے جسمین اسلام کے پانچون ارکان یعنی کلمہ نماز روزہ حج اور زکوۃ کا بیان نہایت وضاحت کے ساتھہ سلیس عبارت مین کیا گیا ہے - آخر مین علماء - اساتذہ اور مان باپ کے حقوق لکھے گئے ہین یہ رسالہ نہایت خوبصورت اور موزون تقطیع پر نہایت خوش قلم ... امید ہے کہ چھوٹے بچون اور بچیون کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا

... ار منیجر مطبع احمدی علی گڈہ

وتلک الامثال نضربہا للناس ۝

حیات سر سید احمد

یعنی

مختصر سوانح عمری جواد الدولہ عارف جنگ آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں

بہادر مرحوم ۔ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی

بانی مدرستہ العلوم علیگڈھ

جس کو ایک مصری عیسائی عالم نے تحریر کیا اور منشی قاضی محمد فاروق صاحب انصاری

محافظ دفتر فوجداری نے اردو میں ترجمہ کیا

مترجم کی فرمایش اور خاکسار سعید احمد کی اہتمام سے

مطبع احمدی علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۳ع

طبع اول ۔۔ ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم احمد

سر سید احمد خاں مرحوم

۱۸۱۷ء سے ۱۸۹۸ء تک

تمہید

جو لوگ موجودہ انیسویں صدی کی مشرقی تاریخ کا مطالعہ کرینگے اور اس جدید علمی ترقی کے حالات پر غور کرینگے اُنکو معلوم ہو جائیگا کہ اس خاص امر میں تمام مشرقی ممالک میں باہم ایک قسم کا تناسب اور تشابہ پایا جاتا ہے۔ اس صدی کے ابتدائی زمانہ کو دیکھو کہ تمام مشرقی ممالک بلا استثنا جہالت اور تعصب کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے اور آپس کی نااتفاقیوں اور باہمی عداوتوں کے سبب سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور اس امر میں ہندوستان۔ عراق۔ شام اور مصر کی یکساں حالت تھی مگر مغرب میں اسوقت علوم و فنون کا آفتاب طلوع کر چکا تھا اور وہانکے لوگ نئی نئی ایجاد

اختراعات کی روشنی سے فائدہ اُٹھانے لگے تھے۔ اُنھوں نے اپنی ملکی مصلحتوں کے اقتضا سے مشرقی ممالک میں سیر و سیاحت شروع کی جسکی اغراض مختلف تھے کچھہ لوگ ملک گیری یا اشاعت مذہب کے لئے نکلے اور کچھہ لوگ علمی تحقیقات یا تجارت و حرفت کی غرض سے مشرقی ممالک میں داخل ہوے۔ اہل مشرق نے جب ان لوگوں کے تمدن کی نئی نئی چیزیں دیکھیں تو وہ ابتدا تو حیران ہو گئے مگر رفتہ رفتہ حسب استطاعت اُنکی تقلید کرنے لگے۔ اُنھوں نے کالج اور اسکول کھولے مطابع جاری کئے جن میں اخبارات اور رسالے چھپکر شائع ہونے لگے۔ غرضکہ ہر قوم اور ہر ایک ملک کے لوگوں نے اپنے حالات کے اقتضا کے موافق اُنکے نقش قدم پر چلنا شروع کیا۔ اہل مصر نے جدید علمی ترقی کے میدان میں جو جو قدم بڑہایا وہ گورنمنٹ مصر کی امداد کی بدولت تہا۔ گورنمنٹ نے اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسے کھولے اور سب سے پہلے اُسی نے مطبع اور اخبار جاری کیا اور علمی کتابوں کے ترجمے اور تالیف کا انتظام کیا۔ عراق اور شام میں جسقدر علوم و فنون کی اشاعت ہوئی وہ اُن انگریزوں اور فرانسیسیوں اور امریکنوں اور فرانسسکانیونکے ذریعہ سے ہوئی جنہوں نے ان ممالک میں بود و باش اختیار کر لی تہی۔ لیکن اہل ہند میں جدید علوم و فنون کی جو کچھہ ترقی ہوئی اسکا بڑا حصہ ایک ایسے شخص کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو علو ہمت، استقلال، اخلاص اور غیرت حمیت وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف کا جامع تہا

جو ایک شخص میں بہت کم جمع ہوتی ہیں۔ یہ عالی ہمت شخص سید احمد خاں ہے جسکے مختصر حالات ہم اس مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔ اُسنے ایسے زمانہ میں نشو و نما پائی جو ہندوستان میں انگریزوں کی فتوحات کا ابتدائی زمانہ تھا اور اہل ہند انگریزونکے سخت دشمن تھے (اور فی الحقیقت کسی قوم کا اُن لوگونکے ساتھ دشمنی کرنا جو اُسکے ملک کو فتح کر کے اُسکی دولت اور حکومت کے مالک ہو گئے ہوں کچھہ قابل ملامت نہیں ہے) غرضکہ اہل ہند اس صدی کے وسط تک انگریزونکو نہایت سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے نہ اُنکے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوتے تھے نہ اُنکی کتابیں پڑہتے تھے نہ اُنکی زبان سیکھتے تھے اور نہ اُنکی کسی چیز کو چھوتے تھے بلکہ وہ حکومت اور استقلال حاصل کرنے کے لئے بغاوت اور سرکشی کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

سید احمد خاں نے سب سے پہلے یہ بات دریافت کی کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور بیفائدہ کوشش کر رہے ہیں۔ اسنے ان لوگونکی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا اور مدرسے جاری کئے اور لوگونکو علوم حاصل کرنیکی ترغیب و تحریص کی مختلف وسائل بہم پہونچائے اور ترقی تعلیم میں پچاس برس تک مسلسل اور لگاتار کوشش کرتا رہا جس سے تمام ممالک ہند میں گھر گھر اُسکی شہرت ہو گئی حتی کہ اسوقت ہندوستان میں کوئی لکھا پڑھا آدمی ایسا نہو گا جو سید احمد خاں کا نام نہ جانتا ہو پس وہ اپنی علمی شہرت کے اعتبار سے ہماری اُستاد ڈاکٹر فانڈیک کے مانند ہے

جو ملک شام میں گذرا ہے۔

نسب

حسب نسب کے اعتبار سے سید احمد خاں ایک بڑے شریف خاندان کی طرف منسوب ہے۔ اسکے آبا و اجداد سلاطین مُغلیہ کے دربار میں بڑے بڑے معزز عہدوں پر رہے ہیں۔ انمیں سب سے پہلا سید ہادی ہے جو سید احمد خاں کا دادا ہے یہ ہرات کا رہنے والا ہے مگر ہندوستان میں آیا اور یہیں بود و باش اختیار کی اور عالمگیر کے عہد سلطنت میں اسکو سلطنت مغلیہ کی طرف سے جواد الدولہ اور جواد علیخاں کا خطاب مرحمت ہوا۔ سید احمد خاں کا نانا خواجہ فرید الدین ہے یہ ایک بڑا زبردست اور ذی علم شخص تھا اور ایک بڑے پولٹیکل منصب پر مقرر ہو کر لارڈ ولزلی کی طرف سے شاہ ایران کی خدمت میں سفیر ہو کر گیا تھا۔ سید احمد خاں کا باپ سید متقی ہے یہ شخص بڑا متقی اور پرہیزگار تھا اور دنیوی تعلقات قطع کر کے صرف نماز روزہ اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا جب ہندوستان کی سلطنت پر انگریزونکا روز بروز غلبہ ہونے لگا اور اُسکے ضعف و انحطاط کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اکبر ثانی کی عہد میں حکومت صرف دہلی تک محدود رہگئی تو اکبر ثانی نے سید متقی کو وزارت کے عہدہ پر مقرر کرنا چاہا مگر اُسنے شکر گذاری کے ساتھ اس عظیم الشان عہدے کو قبول کرنے سے انکار کیا مگر اُسنے اپنے خسر خواجہ فرید الدین کی جو اُسوقت کلکتہ میں تھا اس عہدہ کے لیے سفارش کی کہ وہ

اس منصب کے فرائض کو بخوبی انجام دلیکتا ہے - یہ سفارش دربار شاہی میں منظور ہوئی اور خواجہ فرید الدین کو کلکتہ سے بلواکر وزارت کے عہدہ پر مقرر کیا اور مدبر الملک امین الدولہ خاں بہادر کا خطاب اُسکو مرحمت ہوا۔ غرضکہ سید احمد خاں طرفین سے شریف اور نجیب ہے اور عالی ہمتی اور مستقل مزاجی اسکو اپنے آبا و اجداد سے وراثت میں ملی تھی -

عہد طفولیت

سید احمد خاں ۱۸۱۷ء میں بمقام دہلی پیدا ہوا اور اپنے والد کی سایۂ عاطفت میں نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ پرورش پائی - یہ اپنے بچپن میں نہایت شرمیلا اور بزدل تھا - یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ جو لڑکے اپنے بچپن میں ایسے ہوتے ہیں وہ زمانہ شباب میں نہایت عقیل اور ذی ہوش ہو جاتے ہیں گویا کہ اُنکی عقلی اور جسمانی قوتیں متوازی رفتار کے ساتھ درجہ بدرجہ ترقی کرکے ایک وقت میں درجہ کمال کو پہونچ جاتے ہیں - مگر جن لڑکوں میں بچپن ہی سے حدت ذہن کا ظہور ہو جاتا ہے ان میں عقلی قوتوں کا نشو و نما جسمانی قوتوں سے پہلے ہو جاتا ہے اور جسوقت جسمانی قوتیں درجہ کمال تک پہونچتی ہیں تو عقلی قوتوں میں زوال اور انحطاط شروع ہو جاتا ہے اسلئے ایسے اشخاص کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے لیکن اخلاق و عادات بچپن ہی میں نہایت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں جو لڑکا سچا ہوتا ہے اُسکی سچائی چھوٹی چھوٹی باتوں اور ادنیٰ درجہ کی چیزوں میں ظاہر ہو جاتی ہے اور باقی اخلاق جیسے اخلاق

ریا۔ بخل۔ سخاوت۔ کینہ۔ بردباری وغیرہ کی بھی یہی حالت سمجھنا چاہیئے اسی بناپر سید احمد خاں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ بچپن ہی سے آزادانہ خیال کا آدمی تھا اسکی راست بازی اور حق گوئی کی نسبت ایک دلچسپ قصہ نقل کیا گیا ہے جسکا اس مقام پر بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ شاہی دربار کے چوبدار نے سید احمد خاں کو آواز دی اور یہ اُن لڑکوں میں تھا جو دربار میں کسی وجہ سے بلائے گئے تھے۔ سید احمد خاں نے چوبدار کو جواب ندیا اور سید احمد خاں کا والد اُسوقت شہنشاہ کی حضور میں کھڑا ہوا تھا شہنشاہ نے اُس سے دریافت کیا اُسنے جواب دیا کہ وہ یہیں موجود ہے اور حضور میں حاضر کیا شہنشاہ نے اُس سے دریافت کیا کہ جب تمھیں آواز دی گئی تھی تو تمنے جواب کیوں نہیں دیا تھا سید احمد خاں نے کہا کہ میں اُسوقت بے خبر سو رہا تھا اس جواب کو سنکر تمام حاضرین دربار اسکی جسارت پر تعجب کرنے لگے اور اُسکو اشارہ کیا کہ نرمی سے جواب دے اور کوئی معمولی عذر کردے اسکے جواب میں اُسنے نہایت آزادی کے ساتھ کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اور اسکے سوا میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسکو میں بیان کردوں یہ آزادانہ جواب سنکر شہنشاہ ہنس پڑا اور سید احمد خاں کو ایک موتیوں کی لڑی انعام میں دی جو سر پر بطور تاج کی استعمال کیجاتی ہے۔

سید احمد خاں نے ابتدائی علوم کا مرحلہ ۱۳ سال کی عمر میں طے کرلیا تھا

وہ جو کچھہ دن میں پڑہتا تہا رات کو اُسکی والدہ دوبارہ سنتی تہی حتی کہ اپنی ہم جماعتوں میں سب سے زیادہ ترقی کر گیا۔

۱۸۳۶ء میں سید احمد خاں کے والد نے وفات پائی اور سلطنت دہلی کے آخری بادشاہ بہادر شاہ نے اسکے باپ کا عہدہ اور خطاب اُسکو عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں عارف جنگ کا خطاب بہی دیا۔ ۱۸۳۷ء میں اُس نے بادشاہی خدمات سے علحدہ ہو کر انگریزوں کی ملازمت اختیار کی حالانکہ اُسکے عزیز قریب سب اس بات کو ناپسند کرتے تھے دوسرے سال وہ دہلی میں ایک دیوانی عہدہ پر مقرر کیا گیا اور ۲۵ برس کی عمر میں فتحپور میں منصف مقرر ہوا اور چند سال بعد دہلی میں بدل آیا یہاں آکر اُسنے کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع کیا سب سے اول اُسنے آثار قدیمہ کے بیان میں ایک کتاب تالیف کی اسپر وہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ممبر منتخب ہوا۔

۱۸۵۷ء میں ہندوستان کی مشہور بغاوت ہوئی جس میں انگریز نہایت بیدردی کے ساتھ قتل ہونے لگے اُسوقت سید احمد خاں بجنور میں سب جج تہا اُسنے معلوم کیا کہ یہ بغاوت بیوقت ہے اور اُسکو محقق طور پر ثابت ہو گیا کہ اسکا انجام نقصان کے سوا اور کچھہ نہوگا اُسنے اس بغاوت کے بانیوں اور سرغنونکو نصیحت کی لیکن اُنہوں نے اسکی باتوں پر بالکل التفات نکیا

بلکہ اُسکو دہمکایا اور ڈرایا کہ اگر تم انگریزوں کی طرفداری کروگے تو تمکو بہی سخت تکلیف دیجائیگی اس سے یہ خوفناک منظر نہ دیکھا گیا کہ انگریزوں کی عورتیں اور بچے بیگناہ قتل کئے جائیں اُسنے ایک مکان میں اس علاقہ کے تمام انگریزوںکو جمع کرکے اپنے آدمی اُنکی حفاظت کے لئے تعینات کئے اور دشمنوں اور باغیونکے دفعیہ میں بذات خود بہت سخت کوشش کی اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا حتی کہ قریب تہا کہ باغی اُسکو قتل کرڈالیں مگر یہ درختونکے ایک جہنڈ میں پوشیدہ ہوگیا اور جب انگریزوں کی کامیابی پر بغاوت کا خاتمہ ہوا تو سید احمد خاں کو علاوہ دیگر تحفہ تحائف کے دوسو روپیہ ماہوار کا دائمی وظیفہ مرحمت ہوا اور نسلاً بعد نسل بڑے بیٹے کو ملتا رہیگا۔

اس اثنا میں سید احمد خاں نے اردو زبان میں ایک کتاب لکہی جسمیں اس بغاوت کے اسباب پر بحث کی گئی تہی ۱۸۷۳ء میں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا گیا اس کتاب میں انگریز حکام کے بعض کاموں پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور اُنکے اندرونی مقاصد کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے اور نیز اُن اسباب کی تفصیل بہی نہایت وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے جنہوں نے اہل ہند کو بغاوت پر مجبور کیا۔ سید احمد خاں نے اس کتاب میں اپنی حب الوطنی کا پورا ثبوت دیا ہے اور انگریزوں کے ہدیوں اور تحفوں اور اُنکی مقررہ کی ہوئی تنخواہوں کی بالکل پروا نہیں کی لیکن تاہم اُس غلطی کا بہی اقرار کیا ہے

جو اہل ہند سے اس بغاوت کے اختیار کرنے میں سرزد ہوئی اُسنے اپنے تمام اقوال کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ ہندوستان کے تمام لوگ جاہل ہیں اور سب سے اول اُنکو تعلیم کی سخت ضرورت ہے اور اس خدمت کے انجام دینے کا عزم بالجزم کرلیا اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی کے وسائل بہم پہونچانے میں سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگا اُسوقت وہ اپنے منصبی فرائض بھی انجام دیتا تھا اور فرصت کے وقت اپنے تعلیمی مقاصد میں کوشش کرتا تھا اس اثناے میں اُسنے تین جلدوں میں توریت کی شرح لکھی اور یہ پہلا مسلمان ہے جسنے اس قسم کی کتاب لکھی یہ کتاب ہندوستانیوں میں بھی مقبول ہوئی اور انگریزوں نے اُسکو بہت پسند کیا۔

سید احمد خان کی علمی خدمات

اس عقلمند اور دور اندیش شخص نے اول اُن اُمور پر غور کیا جو اُسکے ابناء وطن کی ترقی میں مفید ہوسکتی ہیں اُسنے سب سے زیادہ مناسب اسکو سمجھا کہ انکی آنکھوں سے تعصب کے پردے اُٹھادیے جائیں اور اُنکے ذہن نشین کردیا جاے کہ انگریز اور دیگر یورپین قومیں بھی آدمی ہیں اور یہ کہ طبعیات اور دیگر جدید علوم وفنون مفید ہونے کے علاوہ مذہبی عقائد کے بالکل مخالف نہیں۔ سید احمد خاں نے سرسری غور کرنے کے بعد ایک ترجمہ کی کمیٹی قائم کی جو اسوقت سائنٹفکٹ سوسائٹی علیگڈہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کمیٹی کا موضوع یہ قرار دیا کہ مغربی علوم وفنون ترجمہ کے ذریعہ سے اہل ہند میں

شائع کئے جائیں - اس کمیٹی کے اغراض اور مقاصد کو گورنمنٹ نے بھی پسند کیا اور ڈیوک آرگیل نے اس کی حمایت کی - اس کمیٹی نے بہت سی انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرکے ہندوستان میں مشتہر کیا اس خدمت کے صلہ میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے سید احمد خاں کو ۱۸۶۶ء میں سونیکا تمغہ عطا ہوا اور مشہور مورخ کی تالیفات کا ایک نسخہ مرحمت ہوا ا-

سید احمد خاں ۱۸۶۷ء میں بنارس بدل گیا اُسوقت اُسکا بیٹا سید محمود جوان ہو گیا تھا اُسکو تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلینڈ کے مشہور مدرسہ کیمبرج میں بھیجنے کا ارادہ کیا اور خود بھی اُسکے ساتھ اس امید پر روانہ ہوا کہ شاید وہاں اُسکو ایسے اسباب معلوم ہوں جنکے ذریعہ سے وہ اپنے ملک کی خدمت میں مدد دے سکے - انگلینڈ میں بڑی تعظیم تکریم ہوئی اور وہاں کے اکثر اہل علم اور ارا کین سلطنت سے انٹرڈیوس کرایا گیا اُسوقت ڈیوک آرگیل وزیر ہند تھا اُسنے ستارہ ہند کا خطاب عطا کیا اور اتھینیم کی کمیٹی میں ممبر منتخب کیا گیا -

انگلستان کے اس سفر میں سید احمد خاں نے وہاں کے اسباب تمدن اور وسائل تعلیم کا بغور مطالعہ کیا اور اہل ہند کے جن جن اسباب کی ضرورت تھی اُنکی حقیقت اسپر بخوبی منکشف ہو گئی اور اُسکو یقین ہو گیا کہ قدیم عادات کی پیروی اور پرانے آباد اجداد کی تقلید کی بنا بر جدید علوم فنون سے نفرت اور

یوروپین اقوام سے اجنبیت اہل ہند کی جہالت کا بہت بڑا سبب ہے۔

۱۸۷۰ء میں بنارس واپس آیا اور اپنے منصبی فرائض کے انجام دینے میں مصروف ہوا اور کیمبرج یونیورسٹی کے نمونہ پر ایک مدرسہ قائم کرنیکی تجویز اپنے دل میں ٹھان لی لیکن چونکہ یہ کام بہت سخت اور یہ راستہ نہایت کٹھن اور دشوار گذار تھا اسلئے کسی فرصت کے موقع کا انتظار کرنے لگا۔

سب سے اول سید احمد خاں نے اس دشوار کام کی تمہید شروع کی اور ایک رسالہ جاری کیا جسکا نام محمدن سوشیل ریفارمر رکھا۔ اس رسالہ میں اس نے متعدد مضامین لکھے جن میں اُن لوگونکی غلطی ثابت کی جو جدید علوم و فنون پر طعن کرتے ہیں اور اُنکا پڑھنا حرام بتاتے ہیں ان مضامین میں اُسنے شرعی دلائل سے اُن لوگونکی غلطی ثابت کی یہ قلمی جہاد وہ متواتر نو برس تک کرتا رہا۔ کرنل گریہم جسنے سید احمد خاں کے حالات لکھے ہیں کہتا ہے کہ "سید احمد خاں کی ان مضامین نے مسلمانوں کی طرز معاشرت اور خیالات میں بڑی عجیب و غریب تاثیر کی اور حاکم و محکومانہ تعلقات کی اصلاح کے لئے نہایت عمدہ ذریعہ ثابت ہوئے لیکن اکثر پکے مسلمان اُس سے ناراض ہوگئے اور مکہ معظمہ سے اُسکے لئے کفر کے فتوے منگائے گئے لیکن وہ نہایت تہذیب اور شائستگی سے اُنکے ساتھ مناظرے اور مباحثے کرتا رہا حتےٰ کہ اپنے اسلام کی سچائی کا اُنکو یقین کرا دیا اور جن وسائل سے اُسنے اپنے اسلام کی سچائی کا ثبوت دیا تھا منجملہ اُنکے یہ بھی تھا کہ اوسنے ولیم میور

کی کتاب کا جواب لکھا جسنے اُسکو مسلمانونکے برخلاف لکھا تہا اس کتاب کا موضوع یہ تہا "ہندوستان کے مسلمان اور کیا وہ ملکہ کی اطاعت واجب سمجھتے ہیں"۔

سید احمد خاں کو اس قسم کی دشواریاں پیش آئیں مگر مدرسہ قائم کرنے کی جو اُسکی نیت تہی اُسمیں بالکل فرق نہیں آیا اس مجوزہ مدرسہ کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے واسطے ایک کمیٹی قائم کی جسکا نام "خزینۃ البضاعۃ لتاسیس مدرسۃ العلوم الاسلامیۃ الانگلیزیۃ" رکہا اسوقت بنارس میں مدرسہ قائم کرنے کی تجویز قرار پاچکی تہی مگر بعد میں یہ راے بدل گئی اور مدرسہ قائم کرنے کے لئے شہر علیگڈہ تجویز ہوا کیونکہ یہ شہر ہندوستان کی اسلامی دنیا کا مرکز ہے اور پنجاب اودہ بہار راجپوتانہ سے نہایت آسانی کے ساتھ اس مقام پر طلبہ جمع ہو سکتے ہیں۔

لیکن ایسے مدرسہ کا قائم کرنا کوئی آسان کام نہ تہا کیونکہ بیش قرار اخراجات کے علاوہ تعصب کی سخت دشوار گذار گہاٹی کو طے کرنا تہا جو اس راہ میں حائل تہی۔ مجوزہ مدرسہ کی مخالفت میں پُرانے فیشن کے لوگونکی جماعت کہڑی ہو گئی جو قدیم رسموں اور پُرانی باتونکو چہوڑ کر جدید طرز اختیار کرنیکو بدعت سمجھتے ہیں لیکن سید احمد خاں نے نہایت حکمت اور دانائی کے ساتھ مدرسہ کے پروگرام اور اُسکے قوانین وقواعد میں ایسی مناسب تبدیلی کی جس سے اکثر لوگونکو اطمینان ہو گیا کہ اس مدرسہ کی یہ غرض ہے کہ مسلمانونکو اُنکے مذہب کے موافق تعلیم وتربیت دیجائیگی اور یہ تعلیم وتربیت مشرقی علوم میں مشرقی زبانونکے ذریعہ سے ہوگی ان

مشکلات میں اکثر مشہور انگریزی حکام نے سید احمد خاں کی مدد کی اور ہندوستان کے مسلمانوں سے چندہ جمع کرنا شروع کیا اس میں اُنکو نہایت دشواریاں پیش آئیں اور باوجود ایک مدت گذر جانے کے اتنا ہی چندہ جمع نہو سکا جو ضروری اخراجات کے لئے کافی ہو مگر سید احمد خاں اور اُسکی کمیٹی نے تمام روپیہ جمع ہونیکا انتظار نکیا اور ۱۸۷۵ء میں بمقام علیگڈھ ایک چھوٹا سا مدرسہ کھول دیا جس سے لوگوں کی نظروں میں کمیٹی کا اعتبار بڑھگیا اور وہ اس طرف متوجہ ہوئی اور دو برس بھی نہ گذرنے پائے کہ چندہ کی ایک معقول تعداد جمع ہوگئی اور یہ چھوٹا سا مدرسہ ترقی کرکے ہائی سکول کے درجہ پر پہونچگیا۔

اسوقت تک یہ مدرسہ ایک انگریزی حاکم کی نگرانی میں رہا مگر جب سید احمد خاں علیگڈھ میں تبدیل ہوا تو بذات خود اُسکی نگرانی کرنے لگا ۱۸۷۶ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو کر ہمہ تن مدرسہ کے کاروبار میں مصروف ہوگیا اور اپنے زمانہ وفات یعنی مارچ ۱۸۹۸ء تک برابر علمی خدمات تصنیف تالیف خطابت میں نہایت سرگرمی کے ساتھ مشغول رہا۔ وفات کے وقت اُسکی عمر ۸۱ برس کی تھی اور بڑھاپے کی سفیدی نے اُسکی ہئیبت اور وقار کو دوبالا کر دیا تھا گورنمنٹ کی طرف سے بڑا اعزاز پایا اور متعدد خطابات حاصل کئے۔

ذاتی اوصاف سید احمد خاں مرحوم کو خداوند تعالیٰ نے جسم اور عقل اور اخلاق کے لحاظ سے عظمت عطا فرمائی تھی اُسکا بڑا سر اور بڑی بڑی آنکھیں لمبی اور گھنی ڈاڑھی تھی

جیسا کہ اُسکی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے۔ باوجود ظرافت اور خوش طبعی کے بارعب عالی ہمت دور اندیش مستقل مزاج شخص تھا اپنی زندگی کے آخری دم تک وطن اور اہل وطن کی خدمت میں منہمک رہا اور اسلامی اتحاد اور مسلمانوں کی دنیوی ترقی وسائل میں مرتے دم تک کوشش کرتا رہا۔ بعض اشخاص نے ہمسے بیان کیا ہے کہ جب علیگڈھ کالج قائم کرنیکا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے روپیہ جمع کرنیکا ارادہ کیا تو چندہ وصول کرنے کے واسطے شہر بشہر پہرتا تھا چونکہ اسوقت ہندوستان کے ممالک میں اُسکی شہرت ہوگئی تھی تو جسکسی شہر میں قیام کرتا وہانکے لوگ نہایت دہوم دہام کے ساتھ دعوت کی تیاریاں کرتے یہ اُسنے کہنا کہ میں دعوتیں اُڑانے کیلئے تمہارے شہر میں نہیں آیا بلکہ میں اسلئے آیا ہوں کہ اس قومی کام میں شریک ہونے کی تمکو ترغیب دوں پس جسقدر روپیہ تم دعوت میں صرف کرنا چاہتے ہو وہ مجھکو مدرسہ کے واسطے نقد دیدو کیونکہ مدرسہ کی ضرورت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اس طرح اُسنے چار لاکھ روپیہ جمع کیا جو چھ لاکھ فرنک کے برابر ہے۔ یہ تمام رقم اُسنے مدرسہ کی ضرورتوں میں صرف کردی اور بیس برس تک دنرات اُسکی خدمت کرتا رہا نہ کسی سے اس خدمت کا معاوضہ چاہا اور شکر گذاری کی خواہش کی اُسکے ذاتی اخراجات اُسکی پنشن اور وظیفے سے چلتے تھے جنکی مقدار چارسو روپیہ ماہوار تھی اور اسوقت اسکا بیٹا سید محمود الہ آباد میں جسٹس جج تھا۔

علیگڈہ کالج

یہ اسلامی کالج ہندوستان میں سب سے بڑا کالج ہے اسمیں

اردو فارسی عربی انگریزی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں۔ اس کالج میں پروفیسرونکی
تعداد پندرہ ہے جس میں ہمارے دوست شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی مدرس
عربی ہیں۔ اس کالج کے طلبہ کی تعداد پانسو کے قریب ہے جو ہندوستانکے
مختلف شہروں سے آکر تعلیم پاتے ہیں۔ ہندوستان میں پہلا کالج یہی ہے
جو قومی چندہ سے قائم ہوا ہے اسکے بعد لاہور کے مسلمانوں نے اسکی تقلید
کرکے ایک کالج قائم کیا جو مدرسہ انجمن حمایت اسلام کے نام سے مشہور ہے
علیگڈھ کالج کے متعلق ایک نہایت نفیس کتب خانہ اور طلبا کی نماز پڑہنے کے
واسطے ایک خوبصورت مسجد ہے اور اسی کے متعلق ایک مطبع ہے جس سے
ہفتہ وار اخبار اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں نکلتا ہے۔ اس اخبار
کا نام علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ ہے اور اس کالج کا ماہواری خرچ تقریباً چھہ ہزار
روپیہ ہے۔

سید احمد خاں نے اگرچہ وفات پائی مگر انکا ذکر جمیل ہندوستان میں زندہ
ہے اور فی الحقیقت ہندوستان کے مسلمانوں نے اُسکی خدمات کی پوری پوری
قدر کی اُسکی وفات کے بعد اُنہوں نے ایک کمیٹی قائم کی جسکا نام سرسید میموریل فنڈ
کمیٹی ہے اور یہ قرار دیا کہ اُس مرحوم کی یادگار میں ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کیجائے
اور ہندوستان کے مسلمانوں سے اسکے لئے روپیہ وصول کیا جاوے جسکا تخمینہ
پانچ لاکھ پونڈ کا کیا گیا ہے یہ کمیٹی چندہ جمع کرنے میں مصروف ہے خداوند تعالیٰ

اسکو اپنی کوششوں میں کامیاب کرے۔

ہمارے نزدیک اسمیں کچھہ شک و شبہ نہیں کہ سید احمد خاں نے جس طرح اپنے عمل سے ہندوستان کو فائدہ پہوںچایا اسی طرح اپنے نمونہ سے فائدہ پہنچایا اُسنے دیگر خدمات کے علاوہ اپنے دوستوں اور شاگردونکی نفوس میں علمی ترقی کی روح پھونکی۔ پس اگر اُسکی وفات کے بعد وہ اسکی پیروی کریں تو کچھہ تعجب نہ کرنا چاہیے۔ خداوند تعالیٰ مشرقی ممالک میں اُسکی مانند بہت سے اشخاص پیدا کرے۔ شاید مشرق کے لوگ غفلت کی نیند سے ہوشیار ہوں اور انکی گئی ہوئی عظمت اُنکو واپس ملجاے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مولوی غلام محمد "ناظر مجلس شوری حیدر آباد دکن" نے ہمارے پاس ایک نہایت نفیس قصیدہ بھیجا ہے جسکو شیخ سعید ابن الحاج محمد العسلی الطرابلسی نزیل حیدر آباد نے سید احمد خاں کے مرثیہ میں لکھا ہے مگر ہم بوجہ عدم گنجایش اُسکے درج کرنے سے معذور ہیں۔

کتب خانہ تجارت مطبع احمدی علیگڈہ

عربی کتابین

مطبع احمدی مین مندرجہ ذیل عربی کی جدید کتابین فروخت کے لئے موجود ہین
شائقین بترسیل قیمت یا بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب فرماوین۔ ان کے علاوہ مصر و بیروت کی چھپی ہوئی
ہر علم و فن کی کتابین ہماری معرفت طلب کی جاسکتی ہین۔ بشرطیکہ نقد قیمت ارسال کیجاوے۔

ابن رشد و فلسفتہ کے اس ضخیم کتاب مین فیلسوف اسلام ابو الولید بن رشد کے تاریخانہ حالات عربون اور اہل یورپ کی مستند اور معتبر تواریخ سے انتخاب کرکے درج کئے گئے ہین اور اوسکے فلسفہ پر نہایت محققانہ اور بسیط ریویو کیا گیا ہے اور اوسکے تمام تصنیفات کی مفصل فہرست دی ہے اور یہ کہ وہ دنیا کی کن کن کتب خانون مین موجود ہین۔ یہ کتاب ہر ایک ذیعلم شخص کے مطالعہ کے قابل ہے قیمت عہ

فریسۃ الاسد۔ یہ ایک نہایت دلچسپ ناول ہے جو فرانسیسی زبان سے عربی مین ترجمہ ہوا ہے اس کے مطالعہ سے بغاوت فرانس کے اصلی واقعات منکشف ہو جاتی ہین۔ عہ

بوُلس و فرجینی ۔ ایک نہایت پرلطف اور دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے یہ ناول فرانسیسی زبان مین ۳۰ مرتبہ سے زیادہ چھپ چکا ہے۔ جو لوگ ساردہ کے ناپاک اور گندے ناولون سے اکتا گئے ہون اون کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ قیمت ۱۲ر

الجامعہ۔ مصر کا نہایت نامور عربی میگزین جو ماہوار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ لعہ

مجلۃ السیدات والبنات۔ عورتون اور لڑکیونکے لئے نہایت عمدہ اور مفید میگزین ہے عورتون کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی رکھنے والے اس کو ضرور خریدین قیمت سالانہ لعہ/

الکوخ الہندی۔ اس دلچسپ ناول مین ہندوستان کا حکمت و فلسفہ اور اخلاق و عادات قصہ کی پیرایہ مین بیان کئے گئے ہین قیمت ۱۴ر